کیا روایات اھل سنت میں اہل بیت (ع) کے لیے عزاداری کرنے پر جزاء و ثواب بیان ہوا ہے ؟

توضیح سؤال:

شیعہ کی معتبر کتب اور صحیح روایات میں اہل بیت(ع) اور بخصوص امام حسین(ع) کے لیے گریہ، عزاداری اور اشک بہانے پر بے شمار جزاء و ثواب ذکر ہوا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا روایات اھل سنت میں اہل بیت اور خاص طور امام حسین(ع) کے لیے عزاداری کرنے پر بھی جزاء و ثواب ذکر ہوا ہے یا نہیں ؟

جواب:

شیعہ کتب کی طرح کتب و روایات اہل سنت میں بھی اہل بیت اور خاص طور امام حسین(ع) کے لیے عزاداری کرنے پر بھی جزاء و ثواب ذکر ہوا ہے۔

کتاب «فضائل الصحابه»، میں احمد بن حنبل رئیس مذهب حنبلي روایت صحیح السند کو امام حسین (علیه السلام) سے نقل کرتا ہے که:

احمد ابن حنبل کی روایت اشک بہانے پر ثواب کے بارے میں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْرَائِيلَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ بِخَطِّ يَدِهِ، نا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قثنا الرَّبِيعُ بْنُ مُنْذِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، يَقُولُ: مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً، أَثْوَاهُ اللَّهُ عز وجل الْجَنَّةَ.

احمد بن اسرائیل کہتا ہے کہ: احمد ابن حنبل کی کتاب میں اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا میں نے دیکھا ہے کہ اسود بن عامر (ابو عبد الرحمن) نے ربیع بن منذر سے نقل کیا ہے کہ اس کے والد نے کہا ہے کہ: حسین بن علی (ع) همیشه فرمایا کرتے تھے کہ: جس کی آنکھیں ہمارے غم و مصیبت

میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لیے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج۲، ص٦٧٥، ح١١٥٤

یہی روایت دوسرے منابع اہل سنت میں:

اس روایت کو دوسرے علماء نے بھی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور واضح طور کہا ہے کہ ہم نے اس روایت کو احمد بن حنبل کی کتاب «مناقب» سے ذکر کیا ہے۔

١. محب الدين طبري:

عن الربيع بن منذر عن أبيه قال كان حسين بن علي رضي الله عنهما يقول من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة. أخرجه أحمد في المناقب.

ذخائر العقبي في مناقب ذوي القربي، ج ١، ص ١٩، محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري الوفاة: جمادي الآخرة / ٦٩٤هـ ، دار النشر : دار الكتب المصرية - ...مصر.

احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب مناقب فضائل الصحابة) میں نقل کیا ہے۔

٢. ملا علي قاري:

أخرج أحمد في المناقب عن الربيع بن منذر عن أبيه قال : كان حسن بن علي يقول : من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة .

ملا علي القاري، نور الدين أبو الحسن علي بن سلطان محمد الهروي (متوفاي١٠١٤هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ١١، ص٣١٥، تحقيق: جمال عيتاني، ناشر: دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت، الطبعة: الأولي، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م .

احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب مناقب فضائل الصحابة) میں نقل کیا ہے۔

٣. قندوزي حنفي:

قندوزی حنفي نے اس روایت کو اپنی کتاب میں دو جگہ پر ذکر کیا ہے۔

وعن الحسين بن علي (رضي الله عنهما) قال : من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة بوأه الله (عز وجل) الجنة. (أخرجه أحمد في المناقب) .

القندوزي الحنفي، الشيخ سليمان بن إبراهيم (متوفاي١٢٩٤هـ) ينابيع المودة لذوي القربي، ج ٢ ، ص ١١٧ و ص٣٧٣، تحقيق: سيد علي جمال أشرف الحسيني، ناشر: دار الأسوة للطباعة والنشر ـ قم، الطبعة:الأولي١٤١٦هـ .

احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب مناقب فضائل الصحابة) میں نقل کیا ہے۔

٤. سخاوي شافعي:

اس نے بھی اپنی کتاب «استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول ذوي الشرف» میں اس روایت کو نقل کیا ہے:

قال : وعن الحسين بن علي رضي الله عنهما قال : من دمعت عيناه فينا أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة . أخرجه أحمد في «المناقب».

حسین بن علی (ع) همیشه فرمایا کرتے تھے کہ: جس کی آنکھیں ہمارے غم و مصیبت میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لیے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

اس روایت کو احمد بن حنبل نے کتاب «مناقب» میں ذکر کیا ہے۔

السخاوي، شمس الدين محمد بن عبد الرحمن (متوفي: ٩٠٢ هـق)، استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول ذوي الشرف ، ج ١، ص٤٣١-٤٣٢، حديث ١٦٠، تحقيق : خالد بن احمد الصُّمِّي بابطين، ناشر: دار البشائر الإسلامية ، عربستان.

٥. احمد بن صالح بن أبي الرجال:

اس نے اپنی کتاب مطلع البدور ومجمع البحور میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ولأحمد في مناقبه عن الحسين - عليه السلام -:من دمعت عيناه فينا قطرة آتاه الله تعالي الجنة .

احمد بن حنبل نے کتاب مناقب (فضائل الصحابة) میں امام حسین علیه السلام سے نقل کیا ہے کہ

: جو ایک اشک کا قطرہ ہمارے لیے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

أحمد بن صالح بن أبي الرجال، مطلع البدور ومجمع البحور، جزء ١ ، ص ١٥، تحقيق: عبد السلام عباس الوجيه، محمد يحيي سالم عزان ، مركز التراث والبحوث اليمني.

قابل توجہ یہ بات ہے کہ مصنف اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ:

والأحاديث في (هذا) المعني كثيرة.

اس معنی و مفہوم والی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

یہاں تک واضح ہوا کہ ٥ اہل سنت کے علماء نے اس روایت کو اپنی اپنی کتابوں میں احمد بن حنبل اس روایت کو نقل کیا ہے اور کسی نے بھی اس روایت کی سند یا متن پر اشکال یا اعتراض نہیں کیا۔

کتاب «فضائل الصحابة» کے محقق نے اس روایت کے راویوں کو ثقہ کہا ہے:

محقق کتاب (فضائل الصحابہ) «جناب وصی الله بن عباس»

کتاب کے حاشیے میں روایت کی سند کے راویوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

احمد بن اسرائيل شيخ القطيعي لم اجده والباقون ثقات.

احمد بن اسرائیل قطیعی کا استاد ہے، مجھے اسکی حالات زندگی کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے لیکن باقی راوی مورد اعتماد و ثقہ ہیں۔

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج ٢، ص ٦٧٥، ح١١٥٤

اب اگر «احمد بن اسرائيل» کا ثقہ ہونا بھی ثابت ہو جائے تو روایت صحیح ہو جائے گی۔

لهذا پہلے اس کے نام کے بارے میں پھر اسکی حالات زندگی کے بارے میں اور آخر میں اس کا ثقہ ہونا اہل سنت علماء کی نظر میں بیان کیا جائے۔

الف: بيان نام هاي «احمد بن اسرائيل» در سخنان علماي اهل سنت:

اہل سنت علماء کی مختلف عبارتوں میں دقت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد بن اسرائیل کے کافی سارے نام ذکر کئے ہیں اور سب نے اس کی نسبت اسکے دادا کی طرف دی ہے۔

١. ابو الفرج ابن الجوزي:

ابن جوزی نے «احمد بن اسرائیل» کے تین نام ذکر کیے ہیں اور لکھتا ہے کہ:

أبو بكر أحمد بن سليمان بن الحسن النجار روي عنه أبو حفص بن شاهين وهو أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس روي عنه ابن شاهين أيضا فنسبه إلي جد جده وهو أحمد بن إسرائيل الذي روي عنه أبو بكر بن مالك القطيعى.

ابو بکر احمد بن سلیمان بن حسن نجاد، سے ابو حفص شاهین نے روایت کی ہے . ابو بکر وہی احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس ہے که اس سے ابن شاهین نے بھی روایت نقل کی ہے اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف دی ہے کہ وہ وہی احمد بن اسرائیل ہے اور ابو بکر بن مالك قطيعي نے اس سے روایت نقل کی ہے۔

تلقيح فهوم أهل الأثر، ج١، ص٣٦٩ ، أبي الفرج عبد الرحمن ابن الجوزي الوفاة: ٥٩٧هـ ، دار النشر : شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت - ١٩٩٧ ، الطبعة : الأولي

٢. خطيب بغدادي:

خطیب بغدادی نے اس کے چار نام ذکر کیے ہیں:

ذكر أبي بكر أحمد بن سلمان بن الحسن النجاد.

قد ذكرنا بعض حديثه فيما تقدم، وهو أَحْمَد بن يونس القطيعي، الذي روي عنه عمر بن أَحْمَد بن شاهين.

ابو بکر احمد بن سلمان بن حسن نجاد کی بعض روایات کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور وہ احمد بن یونس قطیعی ہے اس سے عمر بن احمد بن شاهین نے روایت نقل کی ہے۔

اوپر والی عبارت کے بعد اس روایت کو ذکر کرتا ہے اس میں «احمد بن یونس قطیعی کا نام آیا ہے:

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ الْوَاعِظُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْقَطِيعِيُّ،حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، حَدَّثَنَا مُعَلَّي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَتِ الْفُتْيَا: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ، ثُمَّ أُحْكِمَ الأَمْرُ، وَنَهَي عَنْهُ .

اس روایت کے بعد دوبارہ «احمد بن سلمان نجاد» کو اس کے دادا کی طرف نسبت دے کر ذکر کرتا ہے۔

هو أَحْمَد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس، فنسبه عمر إلي جد جده. وهو أَحْمَد بن إسرائيل، الذي روي عنه أبو بكر بن مالك القطيعى.

وہ احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس ہے اور عمر بن واعظ اس کا نسب اس کے دادا تک ذکر کرتا ہے اور وہ وہی احمد بن اسرائیل ہے که ابو بکر بن مالك قطیعی نے اس سے روایت نقل کی ہے۔

موضح أوهام الجمع والتفريق، ج١، ص ٤٦٤ ، أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي الوفاة: ٤٦٣ ، دار النشر : دار المعرفة - بيروت - ١٤٠٧ ، الطبعة : الأولي ، تحقيق : د. عبد المعطي أمين قلعجي.

احمد بن حنبل کتاب «فضائل الصحابه» میں «احمد بن اسرائیل»سے ایک دوسری روایت کو بھی نقل کرتا ہے:

حدثني أحمد بن إسرائيل قثنا محمد بن عثمان قثنا زكريا بن يحيي الكسائي نا يحيي بن سالم نا أشعث بن عم حسن بن صالح وكان يفضل عليه نا مسعر عن عطية العوفي عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم مكتوب علي باب الجنة محمد رسول الله علي أخو رسول الله قبل ان تخلق السماوات بالفي سنة.

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج ٢، ص ٦٦٨، ح١١٤٠

قابل توجہ یہ ہے کہ محقق کتاب تمام راویوں کے بارے میں اظہار نظر کرتا ہے لیکن «احمد بن اسرائیل» کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

٣. عبد الكريم سمعاني:

سمعانی عالم نسب شناس اھل سنت ہے۔ «احمد بن اسرائیل» کو عالم فقیہ حنبلی کہتا ہے اور وضاحت کرتا ہے کہ وہ احمد ابن حنبل کی فقہ کے مطابق فتوا دیتا تھا اور وہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل کا شاگرد تھا۔

النجاد: هذه الحرفة مشهورة والمعروف بها أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس الفقيه الحنبلي المعروف بالنجاد من أهل بغداد كان له في جامع المنصور يوم الجمعة حلقتان قبل الصلاة وبعدها إحداهما للفتوي في الفقه علي مذهب أحمد بن حنبل والأخري لإملاء الحديث وهو ممن اتسعت رواياته وانتشرت أحاديثه.

سمع الحسن بن مكرم البزاز ... وعبد الله بن أحمد بن حنبل وقوما يطول ذكرهم.

وكان ولادته في سنة ثلاث وخمسين ومئتين ومات في سنة ثمان وأربعين وثلاثمائة.

نجاد: یہ ایک مشہور پیشہ ہے . ابو بکر «أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس» کا یہ پیشہ مشہور تھا۔ وہ فقیہ حنبلی و اهل بغداد تھا۔ وہ جمعہ کو جامعہ مسجد منصور میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد درس پڑھاتا تھا۔ ایک درس احمد ابن حنبل کے فقہی فتاوای اور دوسرا درس روایات کی املاء کا تھا۔ اس کی روایات زیادہ تھیں اور اسکی احادیث بہت مشہور اور منتشر ہوئی ہیں۔

السمعاني، أبي سعيد عبد الكريم بن محمد ابن منصور التميمي (متوفاي٥٦٢هـ)، الأنساب، ج ٥، ص٤٥٧، تحقيق: عبد الله عمر البارودي، دار النشر: دار الفكر - بيروت ، الطبعة : الأولي ١٩٩٨م

ب: توثيقات «احمد بن اسرائيل» از ديدگاه علماي اهل سنت:

نام و نسب «احمد بن اسرائیل» واضح ہونے کے بعد اب ہم اسکی توثیقات اور مدح کو علماء اهل سنت کی نظر میں بیان کرتے ہیں:

١. تصحيح حاکم نیشاپوری:

حاکم نیشابوری عالم معروف علم رجال و حدیث اهل سنت ہے۔ اس نے بہت سی روایات کو کہ ان کی سند میں «احمد بن اسرائیل» ذکر ہوا ہے، کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ راوی اس کی نظر میں ثقہ و مورد اعتماد ہے۔

یہ روایت ایک نمونہ ہے کہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے:

حدثنا أحمد بن سلمان بن الحسن النجاد الفقيه إملاء ببغداد حدثنا الحسن بن مكرم البزاز حدثنا عثمان بن عمر حدثنا علي بن المبارك عن يحيي بن أبي كثير عن عكرمة عن بن عباس رضي الله

عنهما قال قضي رسول الله صلي الله عليه وسلم في المكاتب أن يقتل بدية الحر علي قدر ما أدي منه قال يحيي قال عكرمة عن بن عباس يقام عليه حد المملوک.

هذا حديث صحيح علي شرط البخاري ولم يخرجاه.

الحاكم النيسابوري، ابو عبدالله محمد بن عبدالله (متوفاي٤٠٥ هـ)، المستدرك علي الصحيحين، ج ٢ ص ٢٣٧، تحقيق: مصطفي عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الأولي، ١٤١١هـ - ١٩٩٠

٢. ابی جراده:

عمر بن احمد بن ابی جراده ایک عالم اهل سنت ہے، یہ احمد بن اسرائیل کو فقیه و محدث اور مورد اعتماد جانتا ہے اور لکھتا ہے کہ:

أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس

المعروف بالنجاد الفقيه الحنبلي كان فقيها مفتيا ومحدثا متقنا واسع الرواية مشهور الدراية.

أحمد بن سلمان بن حسن بن إسرائيل بن يونس، جو نجّاد معروف تها۔ وه فقيه مذهب حنبلی،مفتی و محدث (ناقل روايت)اور مورد اعتماد تها۔ اسکی روايات زياده اور وه روايات کو جاننے اور سمجھنے والا بنده تها۔

كمال الدين عمر بن أحمد بن أبي جرادة (متوفاي٦٦٠هـ)، بغية الطلب في تاريخ حلب، ج ٢ ص ٧٦٦، تحقيق: د. سهيل زكار، دار النشر: دار الفكر.

٣. ذهبی:

ذهبی ایک عالم رجالی اہل سنت ہے جو اس کے بارے میں کہتا ہے کہ:

وكان أحمد بن إسرائيل من أذكياء العالم لا يسمع شيئاً إلا حفظه.

احمد بن اسرائیل ایک پرہیز گار اور بہت حافظے والا تھا۔ وہ جب ایک مطلب کو ایک مرتبہ سنتاتا تھا تو وہ اس کو حفظ ہو جاتا تھا۔

تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام ، ج ١٩ ، ص ٣٤، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي الوفاة: ٧٤٨هـ ، دار النشر : دار الكتاب العربي - لبنان/ بيروت - ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م

ذهبی اپنی دوسری کتاب میں اس کو «امام، حافظ حدیث، استاد علماي بغداد» کہتا ہے اور نقل کرتا ہے کہ وہ خطیب بغدادی کے نزدیک بھی صدوق تھا۔

النجاد الإمام الحافظ الفقيه شيخ العلماء ببغداد أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل البغدادي الحنبلي ... قال الخطيب كان صدوقا عارفا صنف كتابا كبيرا في السنن وكان له بجامع المنصور حلقة قبل الجمعة للفتوي وحلقة بعدها للاملاء حدث عنه أبو بكر القطيعى.

نجاد؛ امام ، حافظ (جس کو ایک لاکھ روایات حفظ ہوں) فقیه و استاد علماء بغداد، ابو بکر احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بغدادي حنبلی ہے۔

خطیب کہتا ہے کہ وہ فرد صدوق و عارف تھا اور اس نے ایک کتاب «سنن» تصنیف کی ہے۔ وہ فقیہ حنبلی و اهل بغداد تھا۔ وہ جمعہ کو جامعہ مسجد منصور میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد درس پڑھاتا تھا۔ ایک درس احمد ابن حنبل کے فقهی فتاوای اور دوسرا درس روایات کی املاء کا تھا اور اس سے ابو بکر قطیعی نے روایت کو نقل کیا ہے.

تذكرة الحفاظ، ج٣، ص٨٦٨ ، شمس الدين محمد الذهبي الوفاة: ٧٤٨ ، دار النشر : دار الكتب العلمية - بيروت ، الطبعة : الأولي۔

اپنی ایک اور کتاب میں احمد بن اسرائیل کو صدوق کہتا ہے:

٣٩٥ [٥٨٣] - [صح] أحمد بن سلمان بن الحسن بن اسرائيل بن يونس أبو بكر النجاد الفقيه الحنبلي المشهور ... قلت هو صدوق

ميزان الاعتدال في نقد الرجال ج ١، ص ٢٣٨

٤. ابن حجر عسقلانی:

ابن حجر عسقلانی بھی احمد بن اسرائیل کو صدوق کہتا ہے:

أحمد بن سليمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس أبو بكر النجاد الفقيه الحنبلي المشهور ... وكان رأسا في الفقه رأسا في الرواية .. قلت وهو صدوق.

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل (متوفاي٨٥٢ هـ)، لسان الميزان، ج ١، ص١٨٠، تحقيق: دائرة المعرف النظامية - الهند، ناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات - بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م.

٥. ابن ابی الدنیا:

ابن ابی الدنیا اپنی کتاب «الاخوان» میں احمد بن اسرائیل کا تعارف اس طرح ذکر کرتا ہے:

النجاد: الإمام المحدث الحافظ الفقيه المتقي ، شيخ العراق ، أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن البغدادي - الحنبلي النجاد - . ... قال الخطيب البغدادي : كان النجاد صدوقا عارفا ، صنف السنن.

نجاد: امام ، راوي حديث، حافظ ، فقيه، پرهيزگار و استاد عراق ابو بكر احمد بن سلمان بن حسن بغدادي حنبلي نجاد تھا۔ خطيب نے کہا ہے کہ:

نجاد ایک سچّا، عارف انسان تھا کہ جس نے سنن کو تصنیف کیا ہے۔

القرشي البغدادي، عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (متوفاي٢٨١هـ)، الإخوان، ص٥٣، تحقيق : محمد عبد الرحمن طوالبة بإشراف نجم عبد الرحمن خلف، طبق برنامه مكتبه اهل البيت.

٦. ابن اثير:

ابن اثير احمد بن اسرائيل كو ايک صالح و نيک انسان جانتا ہے:

وفيها قتل أحمد بن إسرائيل وكان صالح.

ابن أثير نے الكامل في التاريخ ميں کہا ہے کہ وہ ايک صالح انسان تھا۔

الكامل في التاريخ ، ج ٦ ص ٢٠٣، اسم المؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الوفاة: ٦٣٠هـ ، دار النشر : دار الكتب العلمية - بيروت - ١٤١٥هـ ، تحقيق : عبد الله القاضي

٧. ناصر الدين البانى:

البانى ايک وهابى عالم ہے اور اسکى بات وهابيوں کے ليے حرف آخر ہے۔ اسکى نظر کے مطابق بھی احمد بن سلمان نجاد «حافظ و صدوق» ہے۔

(فائدة) : النجاد الذي عزا إليه الحديث مؤلف الكتاب هو أحمد بن سلمان بن الحسين أبو بكر الفقيه الحنبلي ، يعرف بالنجاد ، وهو حافظ صدوق جمع المسند ، وصنف في السنن كتابا كبيرا ، روى عنه الدارقطني وغيره من المتقدمين.

ألباني، محمد ناصر (متوفاي١٤٢٠هـ)، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، ج ٣، ص٤٠، تحقيق: إشراف: زهير الشاويش، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت - لبنان، الطبعة: الثانية، ١٤٠٥ - ١٩٨٥ م.

نتيجه:

اولا: اس روایت کا احمد بن حنبل سے نقل ہونا مُسّلَم ہے کیونکہ جس عالم نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اس نے وضاحت کی ہے کہ احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب «مناقب» میں ذکر کیا ہے۔

ثانیا: علماء اہل سنت عبارات کہ جس میں انھوں نے «احمد بن اسرائیل» کے حالات زندگی کو ذکر کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی بندہ ہے جس کے چار نام ہیں کہ جن کے آخر میں لفظ نجّاد آیا ہے۔

قرائن قطعی ہیں جو ثابت کرتے ہیں «احمد بن اسرائیل» وہی «احمد سلمان بن الحسن نجاد» ہے۔

وہ قرائن قطعی یہ ہیں:

١. محقق کتاب فضائل الصحابه (وصی الله بن عباس) حاشیے میں احمد بن اسرائیل کو قطیعی کا استاد کہتا ہے:

(١١٥٤) احمد بن اسرائيل شيخ القطيعي لم اجده والباقون ثقات.

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج ٢، ص ٦٧٥، ح١١٥٤

اسی بات کو ابو الفرج ابن الجوزي و خطیب بغدادي نے بھی «احمد سلمان بن الحسن نجاد» کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے اور اس کو ابو بکر قطیعی کا استاد کہا ہے۔

٢. علماء نے وضاحت کی ہے کہ «احمد بن سلمان بن الحسن نجاد» فقیہ حنبلی مذهب تھا جامعہ مسجد میں درس پڑھاتا تھا۔

یہ عبارت تایید کرتی ہے کہ وہ اس روایت کا ناقل بھی ہے اور اسکی ان روایات میں سے ایک یہی امام حسین(ع) والی روایت ہے۔

۳. ایک سی ڈی ہے «جوامع الکلم» کہ اہل سنت نے بنائی ہے۔ یہ سی ڈی علم رجال کے بارے میں ہے۔ اس میں «احمد بن اسرائیل» کو اس روایت میں وہی «أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس» کہا گیا ہے اور اس میں اس کو «صدوق حسن الحديث» لکھا گیا ہے۔

ثالثا: حاکم نیشاپوری کا ان روایات کو صحیح قرار دینا،« ومحدثا متقنا» « صدوقا عارفا» الإمام الحافظ الفقيه شيخ العلماء» «صدوق» « الإمام المحدث الحافظ الفقيه المتقي» «وكان صالح» ، «حافظ صدوق» کے وزنی القابات سے یہ اس کے ثقہ ہونے پر بہترین دلیل ہے۔

لہذا روایت مذکور سند و متن کے لحاظ سے کاملا صحیح ہے اور قابل استدلال ہے۔

گروه پاسخ به شبهات

مؤسسه تحقيقاتي حضرت ولي عصر (عج)